سوال نمبر 02

تعارف:

انسانیت پر اسلام کا سب سے بڑا احسان عقیدہ توحید ہے۔ جس طرح پورے اسلام کی جان اس کے عقائد ہیں۔ اسی طرح ان عقائد کی جان عقیدہ توحید ہے۔ جس کے مطابق اللہ ایک ہے۔ وہی ساری کائنات کا خالق و مالک و رازق ہے۔ مستحق عبادت ہے اور وہی ذات و صفات اور تقاضوں میں بے مثل اور بے مثال ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تمام انبیاء کرام نے اسی عقیدے کی تبلیغ کی۔ زیر بحث میں عقیدہ توحید کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

اسلام میں عقیدہ توحید:

اسلام میں عقیدہ توحید سے مراد ہے:

اللہ ایک ہے، وہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ رازق بھی وہی ہے اور اپنی ذات و صفات میں بے مثل اور یکتا ہے۔

سورہ اخلاص میں فرمایا:

قل ھو اللہ احد ○ (آیت نمبر 01)

"کہہ دو کہ اللہ ایک ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قرآن میں فرمایا کہ اللہ ایک ہے بلکہ تمام بنی نوع انسان کو اس طرف دعوت بھی دی کہ وہ عقل و شعور کو بروئے کار لا کر اس بات پر غور کریں کہ وہ واحد و یکتا ہے۔

سورہ الذریات میں فرمایا:

وفی الارض ایت للموقنین ○ وفی انفسکم افلا تبصرون ○

اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں اور خود تمہاری جانوں کے اندر بھی کیا تم دیکھتے نہیں۔

انسانی زندگی میں عقیدہ توحید کی اہمیت:

عقیدہ توحید انسانی زندگی میں مندرجہ ذیل خوبیاں پیدا کرتا ہے۔

(i) آزادی و حریت:

عقیدہ توحید کا سب سے نمایاں اثر یہ ہے کہ یہ عقیدہ انسان کو وہ مقام بخشتا ہے جس کا وہ مستحق ہے۔ جب تک انسان عقیدہ توحید سے نا آشنا رہا تھا تب تک وہ اس دنیا کی حقیر سے حقیر چیز سے نہ صرف خوف کھاتا تھا بلکہ ان کی عبادت کرتا تھا۔ جو چیزیں اس کی تابع داری کے لیے پیدا ہوئیں وہ خود ان کا تابع دار رہا۔ لہٰذا عقیدہ توحید نے انسان کو اس ذلت سے نکال کر اشرف المخلوقات کے مقام تک پہنچایا۔

(ii) محبت الٰہی کا حصول:

عقیدہ توحید سے انسان نہ صرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرتا ہے بلکہ اس کے اندر محبت الٰہی کا جذبہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ مخلوق سے محبت بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ یہ عقیدہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور اس کی صفات خاص کی یکتائی کا ثبوت بھی دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان میں اللہ کی محبت کا جذبہ شروع ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والذین امنوا اشد حبا للہ (القرآن)

ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔

(iii) وسعت نظر:

عقیدہ توحید کا ایک اور انسانی زندگی پر اثر یہ ہے کہ یہ انسان کے اندر وسعت نظر پیدا کرتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی کائنات کی وسعت ہے اور یہ وسعت پوری کائنات پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہی صفت انسان میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس عقیدے کی بدولت انسان اپنے نفس کی نگاہ سے نہیں بلکہ اللہ کی وسعت نظر کی بدولت دیکھتا ہے۔

۱۷) عزتِ نفس:

اللہ تعالیٰ پر ایمان انسان کو بتاتا ہے کہ کیسے خودی اور عزتِ نفس کے اعلیٰ مقام تک لے جاتا ہے۔ جب تک وہ چاند سورج و ستاروں کے سامنے دو زانو رہا تب تک وہ اس کائنات کی چیزوں سے خوف کھاتا تھا لیکن جب اس نے خالق و مالک کو پہچان لیا تو اس کائنات کی تمام موجودات اس کے لیے ہیچ ہو گئیں۔

اقبال نے فرمایا:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

۷) عجز و نیاز:

اللہ تعالیٰ پر ایمان پیدا ہونے کے بعد خودداری انسان کے اندر غرور اور تکبر پیدا نہیں کرتی بلکہ اس کی ذات عجز و نیاز کی حامل ہو جاتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس پوری کائنات پر اللہ کا قبضہ ہے وہ اس ذات سے کبھی بھی نہیں بھاگ سکتا۔ اور وہ اس ذات کے سامنے بالکل بے بس ہے۔

بزبانِ اقبال:

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل
ہو اگر عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل

۷) غلط توقعات کا ازالہ:

اللہ پر ایمان انسان کو غلط الٰہوں سے بچاتا ہے۔ وہ ان تمام جھوٹے خداؤں سے دور ہو جاتا ہے جن کی وہ کبھی مشکل وقت میں اتباع کرتا تھا۔ خداؤں میں سب سے اول خواہشِ نفس ہے۔ جس کی وہ نہ جانے کب سے پیروی کرتا ہے۔ اللہ پر ایمان لانے کے بعد نفس اللہ کے حکم کے تابع ہو جاتا ہے۔

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ

کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا لیا۔

(vii) صبر و توکل :

ایمان باللہ اور توحید خالص انسان میں صبر و توکل پیدا کرتی ہے۔ وہ دنیا کے مصائب و آلام کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے کیونکہ وہ اس ذات کریم کی شان اور غیر فانی ذات سے واقف ہو جاتا ہے۔ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہی ذات ہی اس کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کو صحیح معنوں میں جو لے سکتا ہے

کیونکہ قرآن سے معلوم ہے:

ان اللہ مع الصبرین ہ

"بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(viii) شجاعت :

انسان کو دو چیزیں بزدل بناتی ہیں۔ ایک دنیا کی محبت اور دوسرا دنیا کا خوف۔ لیکن عقیدۂ توحید پختہ مومن سے یہ دو چیزیں ختم کر دیتا ہے۔ اسے محبت کی لذت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ خوف بھی اسی کا کرتا ہے۔ اسے اللہ کی ذات کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی وہ کسی سے محبت کرتا ہے۔

ارشاد ہوا:

والذین امنوا اشد حبا للہ ہ

ایمان والے اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔

(ix) اصلاح اخلاق :

توحید سے انسان میں احساس ذمہ داری اجاگر ہوتا ہے۔ نفس میں پاکیزگی اور اعمال میں پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے۔ افراد میں باہمی معاملات درست ہونے میں مدد ملتی ہے یوں ایک صالح اور منظم معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

خلاصہ بحث :

مختصر توحید سے انسان کی ذات میں خوبیوں کا مجموعہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک انسان کی حیثیت ایک ادنیٰ سی ہم سے بڑھ کر اشرف المخلوقات کی ہو جاتی ہے

سوال نمبر 04

تعارف:

روزہ کو اسلام کی عبادات میں اہمیت حاصل ہے۔ روزے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کو بنیادی ارکان میں نمبر ۴ حاصل ہے۔ روزے سے مراد طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور ہر قسم کی نفسانی خواہشات سے اجتناب ہے۔ رکن اسلام میں تیسرا اہم ہونے کے ساتھ ساتھ اس کو عبرانی زبان میں بھی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن و احادیث کے مطابق روزے کے انسان پر مثبت سماجی، اخلاقی اور روحانی اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

روزہ کا مفہوم:

روزے کے لیے عربی زبان میں "صوم" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معنی ہے "رک جانا" ترک کر دینا۔ اصطلاح میں صبح سے لے کر شام تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام روزہ ہے۔

اسلام میں روزے کا فلسفہ:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین
من قبلکم لعلکم تتقون ○ (البقرہ)

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ○ (البقرہ)

اور یہ کہ روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو

روزہ کے سماجی، اخلاقی اور روحانی اثرات:

(i) تزکیہ نفس:

روزے کا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے نفس کا تزکیہ اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ جو آدمی صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہتا ہے وہ نہ تو بری آنکھ سے کسی کو دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی برائی کے بارے میں سوچتا ہے وہ دراصل اپنے نفس کو پاک کر رہا ہوتا ہے۔

تزکیہ نفس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قد افلح من تزکی (الشمس ۹)

تحقیق وہ فلاح پا گیا جس نے اپنا تزکیہ کر لیا۔

(ii) اطاعت حکم خداوندی:

روزے کے فوائد میں سے ایک فائدہ حکم خداوندی کی اطاعت ہے۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو کون سارا دن بھوکا پیاسا رہتا۔ روزہ رکھا ہی اسی لیے جاتا ہے کہ خالق حقیقی کے احکامات کو بجا لایا جائے۔ اسی کو حقیقی مالک و رازق مانا جائے۔

اس حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ۵

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

(iii) رضائے الٰہی کا حصول:

روزے کے ذریعے رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ ہر مسلمان اس لیے روزہ رکھتا ہے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی رضا ہی یہی ہے کہ اس کے بندے اس کے احکامات کی پیروی کریں۔ اور جو اس کی رضا ہے اس پر راضی ہوں تاکہ اللہ ان کو جزا دے۔

حدیث قدسی کے مطابق:

الصوم لی وانا اجزی بہ ۵ (القرآن)

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

(۱۷) تحمل و برداشت :

روزے سے آدمی کے اندر تحمل و برداشت پیدا ہوتی ہے۔ جب ایک آدمی صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہنے کے بعد دیگر نفسانی کاموں سے اجتناب کرے تو اس کے اندر تحمل و برداشت پیدا ہوگا۔ چونکہ رمضان کے بعد انسان کے کردار کا جوہر بن سکتا ہے۔ اس کے متعلق بے شمار مقامات پر صبر کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وانما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب ۝ (القرآن)

بے شک صبر کرنے والوں کو پورا دیا جائے گا ان کا اجر بغیر کسی حساب کے۔

(۷) تعمیرِ سیرت :

روزے سے انسان کی تعمیرِ سیرت بھی ہوتی ہے۔ اگر ایک آدمی کو گالم گلوچ، غیبت و بدکاری کی لت لگی ہوئی ہے اور وہ اس سے چھٹکارا پانا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ روزے رکھے۔ ہم اگر ہم بھی ان برائیوں سے باز نہ آئے تو آپ نے فرمایا :

اللہ تعالیٰ کو کسی کے بھوکا پیاسا رکھنے سے کوئی مطلب نہیں۔

(۱۷) تقویٰ :

روزے سے آدمی کے اندر تقویٰ و پرہیزگاری کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن مجید میں بھی روزے کا بنیادی مقصد تقویٰ اور پرہیزگاری کو ہی بتایا گیا ہے۔ نہ صرف اس امت پر بلکہ سابقہ تمام امتوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا۔ روزے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان تقویٰ اختیار کریں۔

ارشاد ہے :

یا ایھا الذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۝ (القرآن)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

(viii) امداد باہمی:

روزہ انسان کے اندر امداد باہمی کا جذبہ پیدا کر کے مضبوط تعلق پیدا کرتا ہے۔ لالچ و حرص کی نفی کرتا ہے اور ایک دوسرے کے لیے ہمدردی کا احساس اجاگر کرتا ہے۔ اس سے تمام روزہ دار تعاون کرنے کا عزم کرتے ہیں روزہ دار سارا دن بھوکا پیاسا رہ کر اس کے اندر دوسروں کی بھوک پیاس کا احساس پیدا ہوتا ہے جو کہ جس میں امداد اور تعاون کا جذبہ بیدار کرتا ہے۔

(ix) عدل اجتماعی:

روزہ ہی دراصل انسانی و عدل اجتماعی کا احساس دلا کر معاشرتی مساوات پیدا کرتا ہے۔ اور معاشرتی تفاوت کو ختم کرتا ہے۔ اسی طرح روزہ دار جب اپنی بھوک کا سوچتا ہے اسی طرح دوسروں کی بھلائی کا بھی سوچتا ہے۔ و ہمیں غریبوں و مساکین کے بارے میں بھی اس کے اندر ترس اور رحم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جو ان کو احتیاجات کی مدد کرنے پر ابھارتے ہیں۔

(x) شکر:

روزہ ہر روزے دار کو اپنے خالق حقیقی کا شکر ادا کرنے پر مائل کرتا ہے۔ جیسا کہ اطاعت قرار دیتا ہے، رمضان المبارک کا حصول، تقویٰ اور تزکیۂ نفس قابل فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر بھی اسی میں ملتا ہے۔

خلاصہ بحث:

غرضیکہ، روزہ سے ایک اجتماعی خوبی یہ پیدا ہوتی ہے کہ روزہ دار تقویٰ اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ صبر، شکر، اطاعت الہی، قرب الہی کی صفات بھی پیدا ہوتی ہیں۔ اگر روزہ اس کے آداب کے مطابق رکھا جائے تو روزہ دار درج بالا صفات حاصل کر لیتا ہے۔

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز